جب تک اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل ساتھ شامل نہیں ہوتا اس وقت تک انسانی کوشش کے نتائج نہیں نکلا کرتے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍نومبر ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ غیر مطبوعہ)

☆ عبودیتِ تامّہ کے لئے کامل اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے۔

☆ رمضان دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔

☆ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے اپنے گھروں میں فراخی اور کشادگی رکھو۔

☆ ہمارا ہر جلسہ سالانہ ایک عظیم الشان نشان ہوتا ہے۔

☆ جلسہ سالانہ برکتوں کے حصول کا ایک عظیم موقعہ ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

گذشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ عبودیت تامّہ کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات سے سچی اور حقیقی محبت اور اس کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے (اسی کے ساتھ عبودیت تامہ انسان کو حاصل ہوتی ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کے ذاتی حسن کے جلوے انسان کو اپنی محبت کی گرفت میں اس طرح پکڑ لیں کہ غیر اللہ کا وجود باقی نہ رہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی گرفت انسان کے دل، دماغ اور روح پر اس طرح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا کسی اور کی اطاعت کا خیال بھی دل میں نہ گزرے اس محبت (جو سچی اور کامل اور حقیقی ہو) اور اس اطاعت (جو ہر لحاظ سے مکمل ہو) کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق عبودیت تامّہ پیدا ہوتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رنگ سچے اور حقیقی معنی میں انسان کی زندگی پر چڑھ جاتا ہے اور جب انسان اپنے رب کا حقیقی بندہ بن جائے اسی وقت اس کے لئے ممکن ہوتا ہے کہ اس کی زندگی اس بات پر شہادت ہو کہ قرآن کریم میں خیر ہی خیر اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے بندوں اور اپنی مخلوق پر احسان کئے جا رہی ہیں۔کوئی لحظہ ایسا نہیں کہ مخلوق پر اس کے رب کا احسان جاری نہ ہو اسی طرح جب اس کا بندہ، اس کا بندہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کی زندگی میں اس طرح صفات باری کے جلوے دیکھتی ہے جس طرح کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ میں دیکھتی ہے اور اس وقت ہی انسان اس حکم کو صحیح طور پر بجا لا سکتا ہے کہ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (الحج:۷۸) نیکیاں اور بھلائی اور احسان کرتے چلے جاؤ۔ انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی صفات کے پرتَو کے نیچے اسی کے فضل سے اس کی مخلوق کے لئے بھلائی ہی بھلائی بن کر رہ جائے یہ نقشہ ہے جو اس چھوٹی سی آیت میں کھینچا گیا ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ عبودیت تامّہ کے حصول کے دو طریقوں اور عبودیت تامّہ کے نتیجہ میں کس طرح ایک خیر اور بھلائی اور نیکی اور حسن سلوک اور احسان عظیم کا ایک عظیم

دریا بہتا ہے اور اس کے ساتھ اگلی آیت وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج:۷۹) میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس مقام کے حصول کے لئے محض محبت کافی نہیں بلکہ اس انتہائی محبت کی ضرورت ہے جو جہاد کے حق کو اور کوشش اور سعی کے حق کو پورا کرنے والی ہو اور محض اطاعت کافی نہیں بلکہ ایسی اطاعت کی ضرورت ہے جو اطاعت کا حق ادا کرنے والی ہو اور محض خیر پہنچانا ہی کافی نہیں بلکہ انتہائی طور پر خیر پہنچانے کی ضرورت ہے جس پر حَقَّ جِهَادِهٖ صادق آئے۔

اور اس اگلی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم میری راہ میں عبودیت تامّہ کے حصول کے بعد بنی نوع انسان سے اور مخلوق خدا سے عام طور پر حسن سلوک میں جو جہاد کا حق ہے کوشش اور سعی کا جو حق ہے وہ ادا کرو گے تو پھر میرے ساتھ تمہارا پختہ تعلق قائم ہو جائے گا اور تمہاری یہ زندگی ایک طرف اللہ تعالیٰ کو بڑی محبوب ہوگی اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق تمہارے ساتھ محبت اور پیار کا تعلق رکھے گی اور اگر سارے بندے اس قسم کے ہو جائیں گے تو سارے معاشرہ کی اور تمام دنیوی تعلقات کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت پر قائم ہوگی اور وہ معاشرہ بڑا ہی حسین معاشرہ ہوگا اور وہ تعلقات بڑے ہی حسین تعلقات ہوں گے اور بڑی ہی حسین زندگی ہوگی جو اس زمانہ میں اس زمانہ کے انسان گذاریں گے۔ اس کے لئے جماعت احمدیہ پر فرض ہے کہ وہ ہر طرح کوشش کرتی رہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جو اس سے دور ہو گئے ہیں اپنے رب کے مقام کو پہنچانیں اپنی زندگی کے مقصد کو جاننے لگیں اور اپنے ربّ کی طرف لوٹیں اور اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کریں اور یہ کوشش جاری ہے۔

یہ دعاؤں کا مہینہ ہے اس میں خاص طور پر دعا کرنی چاہئے کہ اے ہمارے ربّ! ایک اہم ذمہ داری تو نے ہمارے کندھوں پر ڈالی ہے ساری دنیا کے دلوں کو جیت کر تیرے قدموں میں لا ڈالنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ دنیا جو تجھ سے غافل ہے اور تیری طرف بلانے والوں کی دشمن ہے اس دنیا کو ہم نے تیرے لئے جیتنا ہے یہ فرض ہے جو تو نے ہم پر عائد کیا ہے لیکن یہ وہ کام ہے جو ہم اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے مجاہدہ سے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے ہم اسے صرف اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب تُو ہماری مدد کو آئے کیونکہ کامیابی اسی وقت ہوتی ہے جب تو انسان کی مدد کو آجاتا ہے اگرچہ تصویر تو یہ بنتی ہے کہ کہنے والے یا کہنے والی نے کہا تھا کہ میں نے اس بیاہ پر اپنے رشتہ دار کو ایک سو ایک روپیہ دیا ہے ان میں سے ایک سو روپیہ تو اس کے ایک عزیز کا تھا اور ایک روپیہ اس کا تھا لیکن اللہ تعالیٰ

کے فضل کے مجموعہ کے مقابلہ میں ہماری کوشش سو کے مقابلے میں ایک نہیں بلکہ نہ معلوم تعداد اور بے شمار کے مقابلہ میں ایک یا شاید ایک سے بھی کم ہو۔ بہر حال جب تک اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل انسان کی کوشش کے ساتھ شامل نہیں ہوتا اس وقت تک اس کوشش کے نیک نتائج نہیں نکلا کرتے اس وقت تک دین کی اور دنیا کی کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں۔

غرض ماہ رمضان میں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے خدا! جہاں تو ہمیں اپنی زندگیوں میں اپنی راہ میں صبر کے ساتھ اور ہمت کے ساتھ اور عزم کے ساتھ کوشش کی توفیق دیتا چلا جا وہاں یہ بھی فضل کر کہ اپنے فضل کو ہماری کوشش میں شامل کر دے تا کامیابی اور فلاح کی راہ ہمارے لئے کشادہ ہو جائے اور ہمارے دل تیرے حمد سے اور بھی زیادہ بھر جائیں لبریز ہو جائیں تا کہ جو حمد ہمارے دلوں سے باہر نکلے وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچنے کی موجب بنے تا تیرے بندے تجھے پہچاننے لگیں۔

غرض ایک دعا تو یہ کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش میں اپنے فضل کو شامل کر دے اور دوسرے اللہ تعالیٰ جو حسین معاشرہ یا جو بہترین تعلقات یا جو ایک خوبصورت اور ایک محسن اور پیار پیدا کرنے والی زندگی وحدت اقوام کے ساتھ پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ہماری کوشش جاری رہنی چاہئے اس کوشش میں بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں کا دخل ہوتا ہے ان میں سے ایک موقعہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے۔ اصل اور بڑا موقعہ تو حج ہے جس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر اس وحدت اقوام کا ایک نقشہ پیش کرنے کے لئے بلایا گیا ہے تا انسان کی توجہ اس طرف پھرے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ جس طرح انسان کی پیدائش کی ابتداء میں انسان (گو ایک چھوٹی سی قوم کی شکل میں لیکن) بھائی بھائی کی طرح رہنے والے تھے اسی طرح اب پھر ساری دنیا میں بسنے والے اربوں انسان ایک خاندان کی طرح رہنے لگیں اور یہ خاندان کے خونی رشتوں سے زیادہ محبت اور پیار کے رشتے سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب دنیا میں پیدا نہیں کر سکتا یہ ہمارے اس لئے ایک حکم ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لئے ہر دردمند دل اور اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والا ہر دل دعائیں کر رہا ہے لیکن اس کے لئے بعض چھوٹے چھوٹے موقعے مستقل طور پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ حج کا موقعہ گو ایک عظیم موقعہ ہے لیکن اس وحدت اقوام کے قائم ہونے کے لحاظ سے جو ساری دنیا کے انسانوں کو ایک کر دے گی حج کا موقعہ بھی ایک چھوٹا سا موقعہ ہے کیونکہ وہ نمائندوں کے جمع اور اکٹھا ہونے کا موقعہ ہے۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کے جو نمائندے جمع ہوتے ہیں وہ

ساری قوم کے اجتماع اور اس کے اکٹھا ہونے کے مقابلہ میں بہر حال ایک مختصر حقیقت ہوتی ہے۔ گو یہ حقیقت تو ہے۔ ایک صداقت عظیمہ تو ہے لیکن تمام انسانوں کے اکٹھے ہو کر ایک برادری بن جانے کے مقابلہ میں یہ حقیقت بہر حال ایک چھوٹی سی حقیقت ہے اور اس سے بھی ایک چھوٹی حقیقت لیکن ضروری چیز جو ہم احمدیوں کے سامنے اس اجتماعی وحدت اور اجتماعی پیار اور سارے انسانوں کی ایک برادری قائم کرنے کے لئے مثال کے طور پر رکھی گئی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے **جلسہ سالانہ** ہے اور یہ جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے اس کے لئے ابھی سے اس ماہ رمضان میں جو دعاؤں کا مہینہ ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس جلسہ کو بھی ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ یہ جلسہ سالانہ نہ صرف جماعت احمدیہ کیلئے بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے اور ہر مخلوق کے لئے اس معنی میں بابرکت ہو کہ اس میں شامل ہونے والے خیر اور بھلائی اور نیکیوں کی باتیں اس رنگ میں سنیں کہ وہ انہیں یاد رکھیں اور پھر انہیں اس طور پر یاد رکھیں کہ وہ ان پر عمل کریں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق سے خصوصاً بنی نوع انسان سے حسن سلوک کرے۔

غرض ایک تو ابھی سے دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آنے والے جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور خیر کا باعث بنائے دوسرے اس جلسہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہام ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ کا بھی تعلق ہے اور اس الہام یعنی وَسِّعْ مَکَانَکَ میں لفظی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو حکم دیئے ہیں ایک حکم تو یہ ہے کہ عام طور پر دنیا اپنے خاندان کی ضرورت کے مطابق گھروں کو بناتی ہے مثلاً اگر کسی کا ایک بچہ اور وہ اس عمر کا ہے کہ اسے دوسرے کمرہ میں علیحدہ لٹانا چاہئے تو وہ سوچتا ہے کہ گھر میں دو کمرے تو ہونے چاہئیں تا ماں باپ ایک کمرہ میں ہوں اور بچہ یا بچے دوسرے کمرہ میں ہوں لیکن ایک احمدی کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر مال کی وسعت ہو (یہ نہیں کہ قرض لے کر ایک کمرہ بنایا جائے) اگر اللہ تعالیٰ نے اتنے پیسے دیئے ہوں کہ ایک کمرہ اس نیت سے بنایا جائے کہ خدا اور اس کے مذہب کے لئے کچھ لوگ یہاں اکٹھے ہوں گے وہ یہاں بطور مہمان آئیں گے ان مہمانوں کیلئے بھی میں اپنے گھر میں فراخی اور کشادگی رکھوں ان کے لئے بھی میں ایک زائد کمرہ بنا دوں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے وَسِّعْ مَکَانَکَ میں ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہم جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے بھی اپنے مکان میں ایک کمرہ یا ایک سے زائد کمرے بنائیں اور اس لحاظ سے ہمارا ہر جلسہ سالانہ ایک عظیم نشان

ہوتا ہے کیونکہ ہر سال یہاں کئی نئے مکانات بن جاتے ہیں اور مجموعی طور پر ربوہ کی مکانیت میں اللہ تعالیٰ کی اس منشاء کے مطابق کافی وسعت ہو چکی ہوتی ہے اور پہلے سالوں کی نسبت مکانوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے لیکن پھر بھی مہمانوں کی کثرت پہلے سال کی نسبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ تنگی اپنی جگہ پر موجود رہتی ہے اس تنگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ غرض یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک عظیم نشان ہے جو ہم جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال ملاحظہ کرتے ہیں۔

پس الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ میں ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اور آپ سے محبت اور پیار کا تعلق رکھنے والوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے مکانوں میں خدا تعالیٰ کے مہمانوں کے لئے بھی گنجائش رکھنا۔ دوسرے اس میں یہ حکم ہے کہ اپنے موجودہ مکانوں میں مہمانوں کو ٹھہرانے کے لئے گنجائش پیدا کرو کیونکہ وَسِّعْ کے ایک معنی تفسَّحُ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۂ مجادلہ میں فرماتا ہے کہ جب کہا جائے تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ (المجادلۃ: ۱۲) مجالس میں کھل کر بیٹھو اور آدمیوں کے لئے جگہ نکالو تو اس وقت تم کھل کے بیٹھا کرو تا کہ مزید آدمی بیچ میں بیٹھ سکیں۔ غرض وَسِّعْ مَكَانَكَ کے ایک معنی یہ ہیں کہ تم اپنے مکانوں (ان کی اس وقت جو مکانیت بھی ہے) میں خدا تعالیٰ کے مہمانوں کے لئے جگہ نکالو گویا اس کے ایک معنی تو ہیں مہمانوں کے لئے جگہ بناؤ اور ایک معنی ہیں مہمانوں کے لئے جگہ نکالو اور یہ معنی تَفَسَّحُ کے مفہوم کے لحاظ سے ہیں۔

جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے اور ایک مخلوق خدا کے لئے اپنے گھروں اور اپنے گھروں کے آراموں کو چھوڑے گی اور اس بستی میں جو ایک وقت میں ایک بے آب و گیاہ خطہ تھی وہ جمع ہوگی اس لئے نہیں کہ وہ دنیا کے اموال جمع کرے بلکہ وہ یہاں اس لئے جمع ہوگی تا اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سنے اور اس طرح اپنی روح کو صیقل اور اپنے ماحول کو منور کرنے کے سامان اپنے لئے پیدا کرے اور خدا کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ اگر اہل ربوہ ان لوگوں کو ٹھہرنے کے لئے جگہ نہ دیں تو وہ خدا کے آسمان کے نیچے بڑی خوشی سے یہ دن گذاریں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے لیکن ربوہ کے مکین خدا کی بہت سی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے لیکن ہم ان سے کیوں محروم ہوں اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے وہ ہمیں اپنی برکتوں اور رحمتوں سے نوازنا چاہتا ہے پھر ہم اپنے گھروں کے دروازے اور کھڑکیاں کیوں بند کر دیں کہ خدا کی

برکت اوراس کی رحمت ہمارے گھروں میں داخل نہ ہو پس اپنے گھروں کے دروازوں کو خدا تعالیٰ کے مہمانوں کے لئے کھولو کہ تمہارے گھروں میں داخل ہوتے وقت وہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکتیں لے کر آ رہے ہوتے ہیں اور تمہارے ان گھروں کو بابرکت بنا دیتے ہیں جن گھروں میں وہ تمہارے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ،اس کی باتوں کو سننے اور سمجھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں وہ ان گھروں کو ایسا بنا دیتے ہیں کہ تمہارے وہ گھر بھی شاید ان گھروں میں شامل ہو جائیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بعض ایسے گھر بھی ہیں جن کے متعلق خدا کا فیصلہ یہ ہے کہ ان کو ہر لحاظ سے رفعتیں دی جائیں انہیں بلند کر دیا جائے اور انہیں عزت کا مقام قرار دیا جائے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ میرے گھر کی دیواروں پر بھی اس کی برکت ہے اور جو میرے ماننے والے ہیں، میرے فرمانبردار ہیں، میری اطاعت کرنے والے ہیں، میری خواہشوں اور ارادوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ جس طرح مَیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہوں اسی طرح وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور آپؐ سے محبت کرنے والے ہیں جس طرح مَیں اللہ تعالیٰ کا فدائی ہوں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فدائی ہیں اور اس کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے والے ہیں، اپنی گردنیں اس کے حضور پیش کرنے والے، اپنی جانیں اسی کی راہ میں قربان کرنے والے اور اپنے اوقات اور اپنے اموال کو اس کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ ان کے گھر بھی ایسے ہوں گے کہ ان گھروں پر بھی اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا نزول ہوگا اور جو شخص ان میں مستقل طور پر یا عارضی طور پر رہے گا وہ اللہ تعالیٰ کی برکتوں سے حصہ لے گا پس تم اپنے گھروں کو ایسا بناؤ کہ تمہارے یہ گھر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان گھروں کی فہرست میں شامل ہو جائیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ انہیں بابرکت بنا دے گا اور ان کی رفعتوں کے، ان کی عزتوں کے اور ان کے احترام کے سامان پیدا کر دے گا اور ایک دنیا ان سے فیض حاصل کرے گی اور وہاں برکت لینے آئے گی۔ یہ موقعہ باہر والوں کے لئے بھی ہے لیکن اتنا نہیں جتنا ربوہ میں رہنے والوں کے لئے ہے۔ اہل ربوہ کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے حصول کا یہ عظیم موقعہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی برکتوں کو سمیٹنے کی کوشش کرو اور اپنے گھروں کے دروازے خدا تعالیٰ کے مہمانوں کے لئے کھول دو تا کہ تمہارے لئے برکت اور رفعت اور فضل اور رحمت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

اہل ربوہ کو چاہئے کہ وہ جلسہ سالانہ کے انتظام میں زیادہ سے زیادہ مکانیت مہیا کریں یعنی اگر کوئی شخص دو کمرے دے سکتا ہے تو وہ دو کمرے دے اور اگر وہ ایک کمرہ دے سکتا ہے تو وہ ایک کمرہ دے اگر کوئی خود دو کمروں میں سمٹ سکتا ہے تو وہ دو کمروں میں سمٹ جائے اور باقی مکان جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دے دے اور اگر کوئی ایک کمرہ میں سمٹ سکتا ہے تو وہ ایک کمرہ میں سمٹ جائے اور باقی مکان جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دے دے۔ خدا تعالیٰ کے نام پر اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کی باتیں سننے کے لئے جو مہمان یہاں آتے ہیں ان کو تھوڑا بہت آرام جو تم پہنچا سکتے ہو وہ تھوڑا بہت آرام پہنچانے کی کوشش کرو اور زیادہ سے زیادہ مکانیت جلسہ سالانہ کے لئے دو۔

اسی طرح ’’وقت‘‘ ہے۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت پیش کرو۔ یہ صحیح ہے کہ گھروں میں بھی مہمان ٹھہرتے ہیں اور ان کی خدمت کے لئے بھی گھر کے مکینوں اور رہنے والوں کا ایک حصہ ڈیوٹی پر رہنا چاہئے ورنہ ان کے گھر میں جو مہمان مقیم ہیں ان کو تکلیف ہوگی لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ہر خاندان اپنے افراد کا ایک حصہ بطور رضا کار ان مہمانوں کے لئے جو اجتماعی قیام گاہوں میں ٹھہرتے ہیں اور جلسہ سالانہ کے دوسرے عام انتظامات کے لئے وقف کر سکتا ہے روٹیاں پکانا انہیں اکٹھا کرنا وغیرہ وغیرہ سینکڑوں قسم کے انتظامات ہیں جو جلسہ سالانہ پر کئے جاتے ہیں اور ان کے لئے ہزاروں رضا کاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کاموں کے لئے اپنے خاندان کے افراد کے اوقات اس رنگ میں وقف کرو کہ زیادہ سے زیادہ افرادِ خاندان اجتماعی طور پر جماعتی تنظیم کے ماتحت رضا کارانہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، محمد رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے ان مہمانوں کی خدمت میں لگے رہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ سہولت جو اس عظیم اجتماع میں انہیں پہنچانا ممکن ہو وہ انہیں پہنچائی جائے۔

یہ صحیح ہے کہ پورے طور پر گھر کا آرام تو ہم انہیں نہیں دے سکتے یہ ہمارے لئے ممکن ہی نہیں ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ وہ اپنے گھروں جیسا آرام حاصل کرنے کے لئے یہاں نہیں آتے ان کو تو اگر سر چھپانے کے لئے جگہ مل جائے تو وہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور انسان کا بڑا ممنون ہوتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایک دفعہ میں جب افسر جلسہ سالانہ تھا ایک کام کے لئے پھر رہا تھا کہ میری نظر ایک احمدی امیر دوست پر پڑی جو بہت لیٹ آئے تھے غالباً اس صبح

جلسہ کا افتتاح ہو چکا تھا اور جب میں جلسہ گاہ سے کسی کام کی غرض سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے سوٹ کیس اُٹھایا ہوا ہے اور مجھے شبہ ہوا کہ یہ ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس ٹھہرنے کا انتظام ہے آپ نے جگہ کے لئے پہلے لکھا ہوا ہے یا نہیں آپ کی رہائش کا کیا انتظام ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں ابھی یہاں پہنچا ہوں اور ابھی میں نے ٹھہرے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا۔ میں نے کہا پھر آپ نے بڑی غلطی کی ہے آپ نے پہلے لکھا نہیں اس لئے کوئی انتظام نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی دولت دی ہے کہ وہ بعض دفعہ ہنگامی چندوں میں بیس بیس ہزار روپیہ بھی دے دیتے ہیں خدا تعالیٰ نے انہیں بڑی فراخی عطا کی ہے لیکن مزید فراخی کے لئے تو ایسے لوگ جو مخلص ہیں یہاں آتے ہیں بہرحال میں نے ان سے کہا میرے ساتھ چلیں تا میں آپ کے لئے کوئی انتظام کردوں چنانچہ میں نے انہیں ساتھ لیا اس وقت تو ان کے گھر والی ان کے ساتھ نہیں تھی وہ بھی جلسہ سالانہ پر آئی ہوئی تھیں اور اس وقت کسی اور جگہ ان کا انتظام کر رہی تھیں۔ میں ان کے لئے ایک چھوٹا سا کمرہ جو شاید اس گھر کا سٹور تھا یا غسل خانہ خالی کرا سکا اور میں نے وہاں پرالی بھجوادی یا کہہ دیا کہ یہاں پرالی بھجوادی جائے اور میں نے دیکھا کہ وہ دوست بہت خوش تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ پتہ نہیں انہیں کتنی بڑی نعمت مل گئی ہے پس یہاں جو مہمان آتے ہیں وہ یہاں اپنے گھروں والا آرام حاصل کرنے نہیں آتے لیکن بہرحال سردی کے موسم میں سر چھپانے کی جگہ تو انہیں ملنی چاہئے جس طرح باہر سے آنے والے اخلاص کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں ان کے مقابلہ میں اگر ہم ان سے بڑھ کر اخلاص کا مظاہرہ (دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے) نہ کریں تو بہرحال باہر سے آنے والے یہاں کے رہنے والوں سے بڑھ جائیں گے لیکن ہم انہیں کیوں بڑھنے دیں ہمارے دلوں میں بھی یہ عزم ہونا چاہئے ہمارے دلوں میں بھی ایک پختہ ارادہ ہونا چاہئے ہمارے اندر بھی یہ ہمت ہونی چاہئے کہ ہم کہیں کہ جہاں تک نیکیوں کے حصول کا سوال ہے ہم اہل ربوہ باہر والوں کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ ہمارے لئے مواقع بھی زیادہ ہیں ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی زیادہ باتیں سنتے ہیں اور بعض لوگ اس وجہ سے کہ زیادہ کثرت سے کسیر پر (یہاں پرالی ہے) پر سوئیں گے۔ ہم رات کے بارہ بجے تک کام کریں گے یعنی یہ خوشی کے سامان محسوس ہوتے تھے تنگی اور حرج کے نہیں۔ آئندہ نسل بھی ایسی ہونی چاہئے کیونکہ ان پر تو اور زیادہ ذمہ داری کے کام پڑنے ہیں کیونکہ جلسہ سالانہ بڑھ رہا ہے۔ قادیان میں

پندرہ ہزار بیس ہزار یا پچیس ہزار مہمانوں کے لئے ہم انتظام کرتے تھے اور یہاں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ کے قریب مہمانوں کے لئے انتظام کرنا پڑتا ہے لیکن بہت سارے مہمانوں کا تو گھروں میں انتظام ہو جاتا ہے اس لئے مہمانوں کی مجموعی نسبت کے لحاظ سے ہمارے لنگروں پر اب اتنا دباؤ نہیں پڑتا جتنا قادیان میں پڑتا تھا پھر بہت سے دوست چند میل کے دائرہ کے اندر ربوہ سے باہر ٹھہر جاتے ہیں یہ علاقہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں ربوہ ہی بنا ہوا ہوتا ہے۔ کوئی چنیوٹ کے ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرا ہوا ہوتا ہے، کوئی وہاں کسی واقف کے ہاں ٹھہرا ہوا ہوتا ہے، کوئی احمد نگر (جو ربوہ سے شمال مغرب میں ایک گاؤں ہے) میں ٹھہرا ہوتا ہے اور پھر بعض دفعہ احمدی افسر نہر کے ان بنگلوں کو بُک کروا لیتے ہیں جو ربوہ سے دس دس بارہ بارہ میل پر ہیں اور وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں اور وہاں اپنا انتظام کرتے ہیں۔ صبح کو ربوہ آ جاتے ہیں اور جلسہ میں شامل ہوتے ہیں اور شام کو نمازوں سے اور دوستوں سے مل کر فارغ ہوتے ہیں تو چند گھنٹے کے آرام کے لئے واپس چلے جاتے ہیں۔ غرض اگر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آتے ہیں تو ہم ایک وقت میں قریباً ساٹھ ہزار افراد کو کھانا کھلا رہے ہوتے ہیں یا پینسٹھ ہزار مہمانوں کو کھانا کھلا رہے ہوتے ہیں باقیوں کا انتظام اور ذرائع سے ہو رہا ہوتا ہے ممکن ہے وہ انتظام چکر میں ہو رہا ہو یعنی کسی نے دوپہر کا کھانا لنگر سے کھایا اور شام کا کھانا نہ کھایا کسی نے شام کا کھانا کھایا اور صبح کا نہ کھایا بہرحال یہاں لنگروں پر نسبت کے لحاظ سے مہمانوں کا اتنا بوجھ نہیں ہوتا جتنا قادیان میں ہوتا تھا وہاں اگر سو میں سے ننانوے مہمانوں کا انتظام نظام کو یا گھروں میں کرنا پڑتا تھا تو یہاں ۹۵ نہیں بلکہ شاید ۶۰، یا ۷۰ فیصدی مہمان بمشکل ایسے ہوں گے جن کا انتظام اجتماعی طور پر کرنا پڑتا ہے یا ربوہ کے مکینوں کو کرنا پڑتا ہے دونوں کی نسبت تو مختلف ہے لیکن بہرحال اجتماعی طور پر اگر اس وقت سَو میں سے نوے اجتماعی انتظام کے ماتحت تھے تو اب ۷۰ یا ۶۵ مہمان اجتماعی انتظام کے ماتحت ہیں۔ غرض فرق پڑ گیا ہے لیکن جب یہ فرق ہمارے سامنے آتا ہے اور ہم اس کے متعلق سوچتے ہیں تو ہمیں خوشی نہیں ہوتی بلکہ ہمیں تکلیف ہوتی ہے کہ کیوں یہ لوگ اِدھر اُدھر ٹھہرتے ہیں کیوں ہمارے پاس نہیں آتے یعنی ہمارے دلوں میں نیکی کی باتیں ان کے کانوں میں پڑتی ہیں سست بھی ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اس قسم کی کمزوریوں سے ربوہ کے مکینوں کو محفوظ رکھے لیکن بہرحال انسانی فطرت کا یہ بھی ایک حصہ ہے کہ جو چیز بار بار سامنے آتی ہے اس کی وقعت اور عظمت باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے ہمیں اسی کی پناہ تلاش کرنی چاہئے۔

خیرات میں نیکیوں میں اللہ تعالیٰ کی جستجو کی تلاش میں اور اعمال صالحہ میں ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں باہر سے آنے والے ہم سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں اہل ربوہ اگر اپنے لئے خیر چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے اور ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ باہر سے آنے والوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں ایک تو جیسا کہ میں نے کہا ہے اس طرح کہ باہر سے آنے والوں کو اپنے مکانوں میں رکھیں خود تنگی برداشت کریں اور ان کے آرام کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دار میں جب آنکھیں کھولیں یہ دیکھا کہ حضرت اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا مہمانوں کا بے انتہا خیال رکھنے والی تھیں اور ہمیں بھی یہ عادت تھی کہ ہم مہمانوں کا خیال رکھتے تھے بچپن کے اپنے خیالات ہوتے ہیں جلسہ کی خوشیوں میں سے ایک خوشی یہ تھی کہ ہم میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہم دنیوی اور جسمانی لحاظ سے اور بھی زیادہ تکلیف اٹھائیں یعنی جس کو دنیا تکلیف سمجھتی ہے وہ اٹھائیں اور ہماری زبان اور اصطلاح میں یہ ہوگا کہ ہم اور بھی زیادہ آرام اور حظ اور خوشی محسوس کریں زیادہ مہمان ہوں گے تو ہمیں زیادہ خوشی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمیشہ ہی زیادہ سے زیادہ خوشیوں کے سامان پیدا کرتا جائے اور جلسہ کے موقعہ پر زیادہ سے زیادہ مہمان ہمارے ہاں ٹھہریں اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی خدمت کریں اپنے گھروں میں ٹھہرا کر بھی ہم ان کی خدمت کر رہے ہوں اور اپنے بعض افراد خاندان کو رضا کارانہ طور پر جلسہ کے انتظام کے لئے پیش کر کے بھی ہم ان کی خدمت کر رہے ہوں۔ ہمیں ہر لحاظ سے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی برکتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے لئے کوشش اور سعی کرنی چاہیئے اور دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں کسی قسم کا فتور نہ آنے دے۔ ہم محض اس کی رضا کے لئے، اس کی رضا کی جنت کے حصول کے لئے اور خوشنودی کے لئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہم کام کر رہے ہوں خدا کرے کہ جب ہم حشر کے دن نبی کریم ﷺ کے مجمع میں ہوں اور آپؐ کی نظر ہم پر پڑے تو آپ ہم سے خوش ہوں کہ اتنا لمبا عرصہ بعد میں پیدا ہونے والوں نے بھی میرے ساتھ وہ محبت اور پیار کا سلوک کیا جو میرے زمانہ میں میرے صحابہؓ نے مجھ سے کیا تھا۔

غرض خدا تعالیٰ کی برکات کو حاصل کرنے کی کوشش ہر وقت کرتے رہنا چاہیئے۔ جلسہ سالانہ ان برکتوں کے حصول کا ایک عظیم موقعہ ہے ہمیں اس موقعہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے مکان بھی دیں رضا کار بھی

دیں توجہ بھی دیں جتنا وقت کوئی دے سکتا ہے وہ بھی دے پھر ماحول کو صاف رکھنے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اتنا بڑا مجمع ہوتا ہے اور حفظان صحت کا بھی کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں ان مختلف وباؤں سے محفوظ کر لیتا ہے جن کے حملہ کرنے کا اس موقعہ پر خطرہ ہوتا ہے۔ اس کے بڑے احسان ہیں، بڑے فضل ہیں۔ بڑے پیار کے نظارے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں لیکن خوف یہ ہوتا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص لاپرواہی سے اور بے توجہی سے خدا تعالیٰ کے اس پیار کو ٹھکرانے والا نہ بن جائے۔ ہم سارے کے سارے اس کی محبت کے اور اس کے پیار کے نظاروں کی قدر کرنے والے ہوں۔ ہم اس کی حمد کرنے والے اور اس کا شکر بجالانے والے بن جائیں اور جتنی زیادہ سے زیادہ برکت اور رحمت اکٹھی کر سکیں وہ اس چھوٹی سی عمر میں جو دنیا کی عمر ہے اکٹھی کر لیں۔ دنیا کی کیا عمر ہے ۶۰، ۷۰، ۸۰ یا سَو سال بھی ہوتی تو وہ اس ابدی زندگی کے مقابلہ میں کیا ہے جس کا وعدہ ہمیں دیا گیا ہے اور جس کی ایک لمحہ کی مسرتیں ساری عمر کی مسرتوں سے زیادہ ہیں۔ اس کی تفصیل میں مَیں اس وقت نہیں جانا چاہتا لیکن بہرحال ہر موقعہ جو نیکیاں کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو سمیٹنے کا ہمیں ملے اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا کرے کہ ہم ہر خیر اسی سے پائیں اور ہر خیر اسی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور خیر کے حصول کا جب بھی کوئی موقعہ ہمیں میسر آئے وہ موقع ہم ضائع نہ کرنے والے ہوں بلکہ اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ہی ہمارا توکّل ہے اور اس کی توفیق سے ہی ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ (آمین)

☆......☆......☆